

دیہات کی قوت و طاقت کا سرپرنسہ

دریں کے لئے ایک نادر موقعہ

جناب ایف۔ ایل برین صاحب  
کے

لیکچروں کا مجموعہ

جسے

سکاؤٹ ایسوسی ایشن  
نے شائع کیا

# فہرست مرضیاں

نمبر صفحہ	مضمون	یا بیب
۱	علم ادر اولو العزمی	پہلا
۱۱	صفائی	دوسرा
۲۵	سکیلوں کے کھیل اور کے دیگر مشاغل	تیسرا
۳۵	سکاؤ ٹنگ	چوتھا
۴۰	تعلیم شوان	پانچواں

# مُھَمَّہ

از

ہر ایک سالنگی سر بر بڑھ پیغم ایمِرسن کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ سی۔ بی۔ آئی۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر پنجاب دہلیانی مدرس کے لئے مواقع خدمت کی جو تشریح دو ضیح سفر پر بن نے کی ہے۔ وہ نہایت بر محل ہے۔ اس لئے کہ مسٹر موصوف اس وقت خود اصلاح دیہات کے کام کو ہم آہنگ اور مربوط کرنے کی غرض سے کار خاص (سپیشل ڈیوٹی) پر مأمور ہیں۔ بہت سے سرکاری حکاموں کے افسروں کی طرف سے اس باب میں بہت کچھ کیا جانا ہاتھ ہے۔ لیکن دو چیزیں سے صورت حالات بہت پُرہ امید ہے۔ اولًاً اس تحریک کو تمام تعیین یادتہ جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل ہے اور دوم یہ کہ گدشتہ پانچ سال کی نسبت اب لوگ تحریک و ترغیب کو قبول کرنے پر بہت زیادہ آمادہ ہیں اور اس میں کلام نہیں کہ ترغیب و تحریک اور نظیرہ مثال ہی سے پیشکردی و ترقی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ جب تحریک کا اصل مقصد نوت ہو جائیگا۔ اور اس کی رفتار ترقی مگر جائیگی۔ لوگوں کو اس بات کا یقین دلانا ہے کہ اصل اصلاح دیہات میں ان کا حقیقی قائدہ مضمر ہے۔ اور اس کام میں مدرس نہایت گرانقدر امداد دے سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے مدرس کی اپنی ہستی بھی ہتھ بجانب ثابت ہو جائیگی۔ اس لئے کہ اقتصادی تنگی کے ان ایام میں لوگ

مدرس سے اس سے کچھ زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ ان کے پھوٹوں کو محض خواندہ بنادے۔ دینیاتی تعلیم کا نظام ایک ایسی چوری کے روپ و معرض آزمائش میں ہے۔ جو سال ہے سال زیادہ غائز نگابوں سے اس کو دیکھتی ہے۔ اور اس کا حق بجا بہت ثابت کرنا خود مدرسوں کے ٹھکوں میں ہے۔ مسٹر برین کی کتاب میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی حیثیت کو یونکر سو مندر ثابت کر سکتے۔ اور دینیاتی زندگی میں یونکر سرچشمہ قوت و حیات بن سکتے ہیں۔ پنجاب کے بوائے سکوٹ ان کے ٹھکہ میں ایک ایسی جماعت ہیں جس میں لقریبًا غیر محدود قوتیں موجود ہیں۔ اور اس کتاب ( دینیات کی قوت و طاقت کا سرچشمہ ) کی یہ کچھ کم خوبی نہیں ہے۔ کہ اس میں اس جماعت سے بہترین طریقہ سے کام لینے کے متعلق عملی مشورے دئے گئے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ مدرس وقت کی اہمیت کو پہچانے گا۔ اور ایک ایسے کام میں مدد دیگا۔ جو دینیاتی حالات کی اخلاقی و مادی ترقی کے لئے بدرجہ غائز اہمیت رکھتا ہے ۶

لارڈ  
یکم جنوری ۱۹۳۷ء

# ۶۵ تمہید

مسٹر برین نے مجھ سے اپنی کتاب کی تمهید لکھنے کی فرماش کی ہے۔ مسٹر موصوف خود کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آن کے نام سے تمام مدرس اور امید ہے کہ تمام اُستاذیاں بھی واقف ہیں۔ محکمہ تعلیم بلا ارادہ اس کتاب کے لئے راستہ تیار کرتا رہا ہے۔ اس لئے کہ گذشتہ پندرہ سال سے یہ اس بات کی اہمیت پر زور دیتا رہا ہوں۔ کہ مدرس ہمارے دیبات کے مجازی باپ ہیں۔ مزید برآل گذشتہ چھ یا سات سال سے ہمارے نارمل سکولوں کا رحمان دیبات اور دیباتی زندگی کی طرف ہو رہا ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ اس کی وجہ سے دیباتی مدرسین کے دل مسٹر برین کے خیالات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہوں۔ اگر محکمہ تعلیم ایسا نہیں کر سکا۔ تو وہ اپنا ایک نہایت اہم فرض انجام دینے سے فاصل رہا ہے۔ ہر وہ سینئر و زینکر ماسٹر جو ایک نارمل سکول میں دو سال کا نصاب ختم

کر چکا ہے۔ اس قابل ہونا چاہئے۔ کہ وہ اس مشورے کو پُورے طور پر عملی صورت دے سکے۔ جو اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ اس مشورہ پر عمل کی اس میں خواہش اور ہمہت ہوئی چاہئے۔ یہ مشورہ ایسی سادہ اور صاف زبان میں دیا گیا ہے کہ ایک سمجھدار جو نیپر و زنیکلر مدرس مسٹر برین کے خیالات کو عملی صورت دے سکتا ہے۔ لہذا میں اس صوبہ کے تمام اربابِ تعلیم کو خصوصاً عملہ ضبط اور دیہات کے مدرسین کو نہایت زور کے ساتھ تائید کرتا ہوں۔ کہ وہ ان نصائح پر پوری قابلیت کے ساتھ عمل کریں۔ اگر ہر ایک انسپکٹر اور ہر مدرس نواہ وہ مرد ہو یا عورت اس جسم کی امداد پر کمر بستہ ہو جائے۔ تو ہم ایک ایسے پنجاب کو دیکھنے کی توقع کر سکتے ہیں۔ جس میں بیش از بیش شادمانی اور صحت رونما ہوگی۔ اور یقیناً ہر ماہر تعلیم کے لئے ایک صحت مند اور خوش حال پنجاب اُس مساغی جمیلہ کا بہترین انتام ہوگا ۔

آر۔ سندھ سن  
ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب



# دیہات کی قوت و طاقت کا سرپرہم

## پہلا باب

### علم اور الہ المعری

چند یرسوں سے میرا تعلق اصلاح دیہات سے ہے۔ میں اس کوشش میں رہا ہوں۔ کہ دیہاتی زندگی کے نقصان دریافت کر کے ان کی اصلاح کر دوں۔ اور دیہاتیوں کو نئی دیہاتی زندگی اختیار کرنے پر آمادہ کر دوں۔ میرے لئے سب سے مشکل مشکلہ خود اہل دیہات کا ہے۔ یہ لوگ اپنی اصلاح نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے آگرے کسی گاؤں میں کوئی کام کیا جائے۔ تو اُس گاؤں سے اپنی پیٹھ مورٹنے اور وہاں سے پچھے جانے کے بعد اس کام کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ کسی گرے ہوئے کو

اُٹھانا آسان ہے۔ لیکن اگر وہ اُٹھنا ہی نہ چاہے تو اس کو کھڑا رکھنے کے لئے دن رات تھامے رہنا ضروری ہوگا۔ یہی حال دیہاتی کا ہے۔ وہ کھڑا نہیں ہونا چاہتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کو یقین نہیں ہے۔ کہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ یا کھڑا ہونا اس کے لئے مفید ہوگا۔ دیہاتی نادان ہے۔ بے خبر ہے۔ اور یہی نادانی اور بے خبری ہماری اُن تمام کوششوں سے اُس کو بے پرواہ اور غافل بنائی پوئی ہے۔ جو اُس کی اصلاح کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ دیہاتی کی بے خبری اور لاپرواہی کو کیوں کر دور کیا جائے؟ میں دلوقت سے کہ سکتا ہوں۔ کہ ان کے دور کرنے کے لئے دیہاتی مدرس ہی ایک بہترین اور مستقل ذریعہ ہے وہ ان میں رہتا اور ان کے پھول کی تربیت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو سکول بھی راہ میں آ جائے۔ میں اس کا ضرور معاشرہ کرتا ہوں۔ اور استادوں کی رہنمائی کے لئے یادداشتیں قلمبند کرتا ہوں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ مدرسہ اور مدرسہ کا استاد ہی دیہہ اور دیہاتی زندگی میں نئی روح پھونک سکتا ہے۔ ہندوستان کے دیہات کے سدھارنے کے لئے مدرسین کے سامنے ایک وسیع موقع اور اہم ذمہ داری ہے۔

لے خبر و لاپرواہ ہونے کے علاوہ دیہاتی رسموں  
کا غلام بھی ہے۔ حالانکہ یہ رسمیں موجودہ زمانہ  
کی نسبت بالکل مختلف حالات کے ماتحت بنائی  
گئیں تھیں۔ اس لئے کوئی رسم بھی ہمکے لئے  
صحیح معیار نہیں ہے۔ اور ہر رسم کے متعلق اچھی  
طرح خور کر لینا چاہئے۔ کہ وہ پیردمی کے قابل  
ہے یا نہیں۔ ان رسموں کو پڑھنے کے لئے  
اس شخص سے بہتر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو  
با علم ہو۔ ان میں رہتا ہو۔ جس نے زندگی بسر  
کرنے کے نئے طریقے سیکھے ہوں۔ اور جس نے  
اپنے آپ کو رسم و رواج کی زنجیروں سے آزاد  
کر لیا ہو ।

عادات اور چال چلنے کے بدنے سے پہلے یعنی  
بچپن ہی میں ہم سب کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ بچپن  
کے بعد کچھ نہیں سیکھا جاتا۔ کیونکہ بچپن کی  
بنی ہوئی عادتیں بڑی عمر میں بہت کم تبدیل ہو  
سکتی ہیں۔ جو کچھ بچپن میں سیکھ لیا جائے۔ وہ  
اچھا ہو یا بُرا زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے۔ ایک  
تعییم یافتہ ماں کی موجودگی میں مدرس کا کام بہت  
آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا مبارک زمانہ آتے  
تک جب تعییم یافتہ مائیں اپنے صاف۔ سترے  
اور مذہب پھول کو سکول بھیجننا شروع کریں گی  
مدرس اور محض مدرس ہی ایک ایسی ہستی ہے

جو اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر سنبھال یہنے کی طاقت رکھتا ہے اور جسم تک وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ہمارا غلامت - مفسی - بیماریوں اور پستی کے گھرے سمندر سے جس میں اس وقت ہم غوطے کھا رہے ہیں تکنا ناممکن ہے۔ اس لئے مدینہ کو نادر وطن کی پیچی اور اچھی خدمت کا ایسا عظیم الشان موقع حاصل ہے۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکتا ۔

گاؤں اور بہت سی حالتیں میں قبے بھی ایک جملہ کھڑے ہیں۔ اور نئے خیالات و ہدایات پر عمل پیرا ہونے سے انکار سکرتے ہیں۔ اگر میں پچاس مرتبہ ایک گاؤں میں جاؤں۔ اور نصیحت کر دوں۔ کہ بچوں کو ٹیکا لگواو۔ تو بھی نہیں لگایا جاتا۔ اس بے حسی و بے حرکتی کی اصل وجہ صرف لاعلمی اور بے خبری ہے۔ جو خاص کر عورتوں میں زیادہ ہے۔ جو دیہات کی اکثر ضروری باتوں اور خاندان کے کھلانے پلانے۔ بچوں کی نر بیوت کرنے۔ صورت اور پوشش کی ذمہ دار ہیں۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ اسی عورت کو یہ بنایا جائے کہ ٹیکہ لگانے سے اس کا بچہ چیپک کا نشکار نہیں ہو گا۔ تو وہ ٹیکہ لگانے سے انکار سکرے۔ اپنے بچے کی حفاظت قدرتی طور پر ہر آپ کا وہ بیس ہوتی ہے۔ خواہ وہ کتنا ہو پاگے یا بلی۔

یا کوئی اور جائز۔ لہذا اس سُمسنی کی وجہ مغض  
بہانت ہے۔ اور یہاں بھی سکول کی مدد کی فروخت  
پڑتی ہے +

اس کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہاں میں  
نہ تو کتابیں بیسر ہوتی ہیں۔ نہ اخبار نہ منظم کھیل  
اور نہ لاسکلی۔ جس سے ہم میں سوچنے اور سمجھنے  
کی طاقت پیدا ہو۔ دیہاتی کے دماغ نے ہزاروں  
سالوں سے سوائے روزانہ کام کا ج کے اور پچھے  
نہیں سوچا۔ یہی وجہ ہے کہ دیہاتی سُست ہو گئے  
ہیں۔ ان کے دماغ کند ہو چکے ہیں۔ اور ہماری  
تجادیہ پر عمل نہیں کر سکتے۔ اس کی اصلاح بھی  
سکول ہی کے ذریعہ اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ  
یہ نئی نئی باتیں بیجوں کو سکھانی جائیں۔ جو سیکھنے  
کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ان  
کے والدین کو بیدار کر کے ایک مدرس گاؤں میں  
دماغی حرکت پیدا کر کے لوگوں کو اپنے دماغ کے استعمال  
اور نشوونما تے قابل بنا سکتا ہے۔ فرض کرو کہ  
ہر ایک گاؤں میں سکھی یا فٹ بال کی کلب  
ہو۔ تو اس کا کیا اثر ہو گا۔ دس سال کے اندر  
ایک مدرس اپنے علاقہ کو مہذب بنانے کے روشنی۔  
ترقی۔ شاشستگی اور دماغی مشاغل کا مرکز بنانا سکتا  
ہے +

جرائم کی اصلی وجہ مغض بیکاری ہوتی ہے -

کتنے لڑتے نظر آئیں۔ تو سارا گاؤں جمع ہو جاتا ہے  
گاؤں کا گاؤں کا ہلی کا شکار ہوتا ہے۔ تین  
پھونٹھانیٰ تشدید آمیز جرام کا ہلی کا نتیجہ ہیں۔  
مدرس کو چاہئے۔ کہ گاؤں کے لئے شام کے وقت  
کھیلوں کا انتظام کرے۔ اور انہیں مقامی دیہاتی  
اخبار مثلاً ”اصلاح“، ”پیغام ترقی“، ”نئی زندگی“، وغیرہ  
وغیرہ پڑھ کر سنائے۔ دیہاتیوں کو زندہ دل بنانے  
اور زندہ رکھنے کے لئے مدرس کے سوا اور کوئی  
نہیں ہو سکتا۔ اس موقعہ پر بھی سکول ہی مفید  
ہو سکتا ہے ۷

بیرے خیال میں صرف مدرس ہی گاؤں میں  
زندگی کی نئی روح پھونٹک سکتا ہے۔ اگر وہ اس  
کام کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر وہ اس بوجھ  
کے سنبھالنے سے گریزاں ہے۔ تو سب سے  
اول میں یہ کہوں گا۔ کہ ”سکولوں کو بند کر دیا  
جلئے۔ ان پر لاہوں روپے خرچ کرنے کا سیا  
فائڈہ ہے۔ جب کہ وہ دیہاتیوں کے لئے مفید  
نہ ہوں“ ۸

اس وقت تو یہ حال ہے۔ کہ بچے جو کچھ  
سکول میں سیکھتا ہے۔ سکول چھوڑنے کے دو یا  
تین سال بعد اس کو بالکل بھول جاتا ہے۔  
کوشش کرنی چاہئے۔ کہ سکول چھوڑنے کے بعد  
بھی وہ اپنا مطالعہ چاری رکھیں۔ سکول میں لڑ کا

صرف یہ سیکھتا ہے۔ کہ سیکھنا کیونکر چاہئے۔  
اس کے بعد وہ اپنی زندگی میں کچھ نہ پچھ علم  
حاصل کرتا ہے۔ پس اگر مدرس گاؤں کو زندہ  
نہیں رکھتا تو لڑکا کبھی کچھ سیکھ نہیں سکے گا۔  
اور گاؤں پرستور پستی کی طرف گرتا چلا جائیں گا۔  
دیہات کی اصلاح و ترقی کا دار مدار تنظیم پر  
ہے۔ ضروری ہے کہ لوگوں کو متحفہ کیا جائے۔  
جوئی وہ منظم ہو جائیں گے۔ سدھار کی تمام تدابیر  
پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس موقع پر بھی ہم  
مدرسین کی مدد کے محتاج ہیں۔ کیونکہ وہی کیبلوں  
انجمن ہائے امداد باہمی۔ پنجاہیت اور انجمن والدین  
کی تنظیم کر کے لوگوں کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال  
سکتے ہیں ۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ سکول اور  
مدرس دیہات سدھار میں کیا حصہ لے سکتے ہیں  
اور کیوں سکول میرے کاموں کے لئے سب سے  
زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ میں تمام سکولوں میں زندگی  
کا نیا دور دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مدرسہ ہی گاؤں  
کے لئے قوت و طاقت کا سرچشمہ بن سکتا ہے۔  
اگر دستہ کو چھوڑ دینے کے بعد دیہات میں خود  
بحود حرکت پیدا کرنے والی کوئی شے نہ ہو۔ تو  
میری یا کسی اور کی کوششیں کبھی بارہ اور نہیں  
ہو سکتیں۔ اگر آپ مدرسہ کو تمام گاؤں کے لئے

فوت کا سر چشمہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو  
یقیناً آپ ایک نہایت عالی شان کام سر انعام  
دیں گے ۔

سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے۔  
کہ جو کچھ تھم کرو اس کی صداقت و عظمت کے  
تم قطعی طور پر فائل ہو۔ زمانہ بُرا ہے۔ اور شائد  
اس سے بھی زیادہ بُرا ہو جائے۔ لیکن اگر ہم اس  
کی اصلاح کا تہیہ کر لیں۔ تو اتنا بُرا نہیں۔ جتنا  
کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ میں اور وہ لوگ  
جنہوں نے حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ وثوق سے کہ  
سکتے ہیں۔ کہ دیہاتی اپنے دماغ اور کوشش سے اپنی  
صحیت اور آمدی کو بخوبی ترقی دے سکتا ہے۔ اور  
اگر وہ اس بات کا خیال دل سے نکال دے۔  
کہ خدا اور حکومت ہی اس کے لئے سب کچھ کر  
دے۔ تو موجودہ کساد بازاری میں بھی وہ خوشحالی کی  
زندگی بسر کر سکتا ہے ۔

خدا بھی انہی کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد  
آپ کرتے ہیں۔ اور یہی حال حکومت کا ہے۔  
دیہاتی کا کاہل بیٹھے رہنا اور یہ امید لگانے رکھنا  
کہ اُس کے لئے کام کوئی اور کر دے۔ کبھی بھی  
فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا۔ اس کے اپنے سوا  
کوئی اور اس کی صحیت اور کاشتکاری کو ترقی  
نہیں دے سکتا۔ حکومت اپنے مشورہ و رہنمائی سے

مدد کر سکتی ہے کرتی ہے اور کرتی رہیں گی۔ مگر اس  
مدد کے ساتھ دیہاتی کی شکوششیں اور مرضی کا ہونا  
نہایت ضروری ہے۔ اگر دھڑا بندی اور حسد و کینہ  
کے ذریعہ اپنی کوششوں کو لکھر کرنے کی بجائے  
دیہاتی اپنے کام میں متحده ہو جائیں۔ تو یہ کام  
خاص طور پر سادہ اور آسان ہو جائیگا۔ یہ ہے  
درس کے لئے شاندار موقعہ۔ اس بات کا یقین  
رکھتے ہوئے کہ اس مرض کی بھی دوا ضرور ہے۔  
اور اگر دیہاتی چاہے۔ تو اپنی نجات کی راہ پیدا  
کر سکتا ہے۔ وہ اپنی ذاتی مثال سے دیہاتی میں  
ٹھہر کر اس بات کا یقین سی پیدا کر دیگا۔  
بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانا بھی سمجھا دیگا۔ اس  
مقصد کے حصول کا پہلا زینہ یہ ہے کہ پھوؤں  
کے دل میں اپنی جگہ بنائے اور انہیں اتحاد اور  
”اپنی مدد آپ“ کا سبق پڑھا کر ان کے والدین  
میں اعتماد پیدا کر دے +

اس سے بہتر اور سکتا ہے کہ انسان  
اپنے ہاتھ کی سکارگردگی دکھانے کے قابل ہو جائے۔  
اور یہ کہ سکے کہ ”یہ درخت میں نے لگایا تھا۔“  
”یہ کبڑی کی کلب میں نے جاری کی تھی،“ ہمیں  
ابیسے افراد درکار ہیں۔ جو کام کرنے کے لئے لکھستہ  
ہوں۔ میں جبکہ کسی سے پوچھتا ہوں ”کہ تم کی  
کر رہے ہو؟“ تو وہ جواب دیتا ہے ”وقت گزار

رہا ہوں ”۔“ میں پشن پا رہا ہوں ”۔ ان لوگوں سے کیا امید رکھی جا سکتی ہے ۔ ہمیں ایسے اشخاص کی ضرورت ہے ۔ جو کام کرتے جائیں ۔ اور شاپاش یا انعام لینے کے لئے ایک منٹ بھی ضائع نہ کریں ۔ ایسے افراد چاہئیں جن کی آرزو فقط یہ ہو ” خدا یا اس دنیا کو میرے چند روزہ قیام کے لئے ایک اچھی جگہ بنا دے ۔ ” میں تم کو اس کام کے صلہ میں ترقی تشویح و مدارج کا وعدہ نہیں کر سکتا ۔ صرف یہی وعدہ کر سکتا ہوں ۔ کہ ایک وقت آئیگا ۔ جب لوگ تمہارے ممنون ہوں گے اور تم کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوگا کہ تم نے اپنا فرضی اچھی طرح ادا کیا ۔ اور کچھ نہ کچھ انجام دیا ۔ اور تکمیل کو پہنچا یا ۔

---

# دُو سر اب

## صفائی

آپ سب جانتے ہیں۔ کہ ہمارے قبیلے اور دیہات کتنے گندے ہیں۔ اور ہم اس خطرناک غلامت کی ذمہ داری کس طرح سمال ٹاؤن کیئی یا نپردار کے سر پر ڈال دیتے ہیں۔ جو اس الزام کو خاکہ وپ کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس بچارے کا ذرا بھی قصور نہیں ہوتا۔ چونکہ لوگوں کی عادات گندی ہیں۔ اور وہ کسی جگہ کو صاف نہیں رکھتا چاہتے۔ اس لئے دس ہزار خاکہ وپ بھی اس جگہ کو صاف نہیں کہ سکتے۔ تھبیوں اور دیہات کے غلیظ ہونے کی یہ وجہ ہیں۔

(۱) لوگ اپنے گھر دل یا دوکانوں کا کوڑا کر کٹ گلی یا سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں +

(۲) غلامت ہر کھلی جگہ یا ویران مکان میں پھینکی

جاتی ہے +

(۳) مرغی یا سُکتے کی طرح لوگ جہاں چاہتے ہیں +

فوج حاجت کہ لیتے ہیں +

(۳) وہ اپنے بچوں کو بھی میں سکھاتے ہیں +  
 یہ ہیں وہ گندی عادات جو قصبوں اور دیبات  
 کو بدبو دار بناتی ہیں - اور بناتی رہیں گی - جب  
 تک کہ ان میں گندگی سے نفرت اور صفائی کی  
 محبت پیدا نہیں کی جائیگی +

عادتیں بچپن میں سیکھی جاتی ہیں - اس لئے جب  
 تک سکولوں میں صفائی کی تدبیریں نہیں سکھائی  
 جائیں گی - قصبوں اور گاؤں میں ہرگز صفائی نہ ہوگی  
 شاید صفائی کا مضمون تہواری دسی کتب اور نضاب  
 تعلیم میں رکھا ہی نہیں گیا - اس لئے کہ یہ فرض  
 کر لیا گیا ہے - کہ بچتے سکول میں آنے سے  
 پہلے گھر پر اپنی ماں سے صفائی کی تعلیم حاصل  
 کر لیں گے - لیکن چونکہ اکثر ماں میں ناخواندہ اور  
 بے علم ہوتی ہیں - اس لئے بچتے صفائی کی عادات  
 حاصل کئے بغیر ہی سکول میں آ جاتے ہیں +  
 اگر باپ نے صفائی کی عادات سیکھی بھی ہوں  
 تو وہ اپنے بچوں کو نہیں سکھا سکتا - کیونکہ اسے  
 اپنی دوکان یا کمپیٹ میں مشغول رہنا پڑتا ہے -  
 اس لئے یہ کام ماں کے حصہ میں آتا ہے - اور  
 چونکہ ماں بھی اپنی لاملی کے باعث بچوں کو نہیں  
 سکھا سکتی - تو اُستاد کا فرض ہے - کہ وہ ماں  
 کا فرض ادا کرے - اور صفائی کی جو عادات اُنہیں  
 گھروں پر سیکھنی تھیں اور نہیں سیکھ سکے - اُنہیں

سکھائے۔ جب مائیں تعلیم یافتہ ہوں گی۔ تو وہ اپنا کام خود سنبھال سیئے گی۔ اس اشنا میں مدرس کو یہ فرض انجام دینا چاہئے +

”ہمارت کا درجہ تقویٰ کے بعد ہے۔ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ عموماً اس کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ تقویٰ پہلی منزل ہے۔ اور ہمارت دوسری۔ یہ غلط ہے۔ دراصل تقویٰ ایک نہایت اعلیٰ مقام ہے۔ جس تک صرف ہمارت کے ذریعہ ہی رسائی ہو سکتی ہے۔ اگر ہم ہمارت کے درجہ پر پہنچ گئے۔ تو اس کے بعد تقویٰ تک پہنچنے کی امید رکھ سکتے ہیں +

میرے خیال میں تعلیم کا مقصد زندگی کی جنگ کے لئے جسم اور روح کو تیار کرنا ہے۔ پڑھنا اور لکھنا اس مقصد کے حصول کے طریق ہیں۔ صفائی بھی ایک بہت اعلیٰ ذریعہ ہے۔ جس سے یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کھیلوں وغیرہ کے ذریعہ بچوں کی تربیت کی جاتی ہے۔ اسی طرح صفائی کے ذریعہ بھی تعلیم دینی چاہئے۔ صفائی ہی سے عزتِ نفس اور صحت و تندیرتی کی ابتدا ہوتی ہے۔ رنگروٹ کو بھرتی کرنے سے پہلے اس کو لکھایا جاتا ہے۔ کہ وہ خط بنوانے اور نہائے بیپتال میں داخل کرتے وقت مریض کو پہلے نہلایا جاتا ہے۔ ہمارت ایک قوت ہے اور اس سے

خود داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ وہ کاہلی ۔ بینیا بطنی  
 اور سستی کا واحد علاج ہے ۔ اور ہم سب جانتے  
 ہیں کہ سستی نے اس ملک کو چاروں طرف  
 سے گھیر رکھا ہے ۔ وہ کسان کے لئے بلکہ ہر  
 شخص کے لئے ایک لعنت ہے ۔ اپنے کام  
 پر فخر کرنے کے بجائے لوگ کسی نہ کسی طرح  
 کام چلا کر مطمئن ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ ان کو  
 اپنا کام نہایت عمدہ طریق پر کرنا اور تکمیل تک  
 پہنچانا چاہئے ۔ اس کے نتائج غلاظت اور مفلسی  
 ہیں ۔ اور اس کا علاج صفائی اور چستی ہے ۔ گندگی  
 بہت سی بیماریوں کی مار ہے ۔ اور بچوں میں  
 گند ذہنی اور کم عقلی اسی کی وجہ سے ہے ۔ صاف  
 اور سترھرا بچہ نہایت پیارا معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن  
 علیظ بچہ اپنے انجان پہنچنے میں ہزاروں قسم کی  
 بیماریوں کا مقابلہ کرتے کرتے اپنی قوت اور طاقت  
 کو ضائع کر دیتا ہے ۔ حتیٰ کہ سکول کے اس باقی  
 یاد کرنے کے لئے اس میں کچھ طاقت باقی نہیں  
 رہتی ۔ اگر آپ چاہتے ہیں ۔ کہ سکول سے اعلیٰ  
 نتائج ظاہر ہوں ۔ تو اپنے بال بچوں کو صاف  
 اور سترھرا رکھیں ۔ گندے اور کمزور بچوں کے لئے  
 آپ کی ساری کوششیں بے سُود ہیں ۔ یکونکہ اول  
 تو ان میں سے بہت کم اپنے شباب کو پہنچیں گے  
 اور دوسرے جو تعلیم آپ انہیں دیتے ہیں ۔

اس کو وہ اپنے اندر چذب نہیں کر سکتے - غلط  
متاریکی ہے اور تعلیم روشنی - یہ دونوں ایک ساتھ  
نہیں چل سکتے - کاہلی اور گندگی کی حالت میں صحیح  
قسم کی تعلیم ہرگز نہیں دی جا سکتی \*

## صفائی کی تعلیم کس طرح دی جا سکتی ہے؟

یہ نامناسب معلوم ہوگا - لیکن چاہئے - کہ ہر صحیح  
چھوٹے چھوٹے بچوں کا معاشرہ کیا جائے - پہلی اور  
دوسری جماعت کے استادوں کو ہر روز دیکھنا چاہئے  
کہ بچے صاف سترے ہیں - اور اگر نہ ہوں - تو  
انہیں صاف اور سترہا بنانا چاہئے - اُس کو بہت  
سا صابن اور پانی اپنے پاس رکھنا چاہئے - اور اُسے  
استعمال کرنے سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہئے - چند روز  
تو بچے شاید گھر سے گندے آئیں - لیکن اگر کوئی  
لڑکا ہر روز گندی حالت میں آئے - تو اُستاد کو  
چاہئے - کہ اس کے دالدین سے ملے - اگر یہ  
طریق بھی ناکامیاب ثابت ہو - تو اس لڑکے کو  
نفرت اور خقارست کی نظرؤں سے دیکھا جائے -  
اور سکول میں صفائی کے حق میں رائے عامہ پیدا  
کی جائے - اب وہ زمانہ نہیں رہا - کہ بچوں کو  
یکصینچ کر سکول میں لاایا جائے - اگر کوئی لڑکا صاف  
نہیں رہنا چاہتا - تو اُسے سکول چھوڑنے پر

مجبوor کریں ۔ مدرس کو چاہئے ۔ کہ بچوں کے چہرے آنکھوں ۔ پانچھوں ۔ ناخنوں اور کپڑوں کا معائنہ کریے اور صفائی کو مدرسہ کے سبقتوں میں خایاں جگہ دے ۔

اس کے بعد سکول اور اس کے گرد و لواح کی صفائی کا درجہ آتا ہے ۔ قصبه اور دیبات کی طرح سکول کے حالات بھی اس بارہ میں اپنے نہیں ہیں ۔ ہر سکول میں چار دیواری کے پاس ہی کوڑا کرکٹ چینیک دیا جاتا ہے ۔ اور دیباتی مدارس میں استاد اور شاگرد خدا کی خوبصورت اور دیسخ نہیں کو ٹیکا بنائے جائیں ہیں ۔ اس لحاظ سے مدرس ہی قصبوں اور دیبات کی غلطی کے براہ راست ذمہ دار ہیں ۔

ہر ایک سکول میں ٹیکا اور کوڑے کرکٹ کے گڑھے ہونے چاہئیں اور حفظ صحت کے لئے ضروری ہے کہ ان اغراض کے لئے انہی کو استعمال کیا جائے ۔ سکول کی ٹیکوں کی ایک قسم خندقی ٹیکا ہیں ۔ جو "زمیندار کا خزانہ" میں بیان کی گئی ہیں ۔ یہ ٹیکا خواہ کسی قسم کی ہوں ۔ اس بابت کجا خیال رکھتا چاہئے ۔ کہ ان کو استعمال ضرور

لے یہ رسالہ پنجھر صاحب "لائل پور اشبار" لائل پور سے بعض ایک آنہ مل سکتا ہے ۔

کیا جاتا ہے ۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ بیس کہ آپ نے قصبوں اور دیبات میں صفائی کی بنیاد قائم کر دی ۔ جب تک موجودہ طریقہ جاری رہے گا ۔ اس وقت تک آپ اپنے قصبوں اور دیبات کو غلطیت سے پاک نہیں رکھ سکتے ۔ اور جب تک یہ صورت ہے ۔ سستی اور بجا بیاں چھی بدستور قائم رہنگی ۔

قصبہ کے باہر اور دیبات میں گھڑھوں سما کھوؤٹا نہایت ضروری ہے ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کے لئے آپ نے "زمیندار کا خزانہ" کا مطالعہ کر لیا ہو گا پا کریں گے ۔ گھڑھا بے شک گاؤں سے سو مگز کے اندر ہو ۔ گاؤں کا کنارہ ان کے لئے موزوں جگہ ہے ۔ آپ کو چاہئے کہ لوگوں کو بحاظ صحبت و کاشتکاری گھڑھے کے فائد سے آگاہ کریں ۔ گھڑھوں کی کھاد معمولی کھاد سے ہزار مرتبہ زیادہ مفید ہے ۔ جو کھاد اچھی طرح مل نہ جائے وہ پودوں کو نقصان دیتی ہے ۔ اپنے کھیتوں کے رقبہ کے لحاظ سے گھڑھے کھو دے جا سکتے ہیں ۔ کوڑا کرکٹ کے لئے لوگوں کی بجائے ہاتھ گاڑی کو رانچ کرنا چاہئے ۔ کیونکہ اس سے اٹھائی والے کے بال اور کپڑے خراب نہیں ہوتے ۔ ایسی گاڑیاں گاؤں کے بڑھی سے لکڑی کی بنوائی جا سکتی ہیں ۔ اور ان میں لوگوں سے چار گنا زیادہ

بوجھہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ گندگی اٹھانے کے  
 علاوہ دوسرے کام بھی آ سکتی ہے +  
 بعض دیبات پیں کئی جوہر ہوتے ہیں ۔ ان  
 کے دیکھنے کا مجھے ماجھا کے علاقہ پیں اتفاق ہوا  
 جو میرے خیال میں دنیا بھر میں زیادہ گند اعلاء  
 ہے ۔ کچھ اور گندگی کے ڈھیروں کے علاوہ بچوں  
 کے کھلائیتھے کے لئے کوئی جگہ نہیں ۔ ان جوہروں  
 میں سے بعض تو ضروری ہیں ۔ اور دوسرے مخچروں  
 کی غطیم الشان پرورش گاہوں کا کام رہتے ہیں ۔  
 یہ فضول جوہر مندرجہ ذیل طریق پر بہت اچھے  
 گڑھے بن سکتے ہیں ۔ اس کے گرد اگر وہ بند لگا  
 دیا جائے ۔ جس سے بارش کا پانی تالاب میں نہ  
 آ سکے ۔ اُس کے خشک ہو جانے پر اس کو تقسیم  
 کر کے چھ چھ فٹ گھرے گڑھے کھو دلو ۔ جو مشی  
 ان میں سے نکلے ۔ اس کا رستہ بنالو ۔ اب یہ  
 نکلا تالاب بہت سے گڑھوں میں تبدیل ہو جائیگا  
 جو زیادہ مفید ثابت ہونگے +

گھروں کی مرمت کے لئے مٹی یا تو نئے کھودے  
 ہوئے گڑھوں سے لینی چاہئے ۔ یا مویشیوں کے  
 پانی پینے کے تالاب سے نکال لینی چاہئے ۔ اس  
 کے لئے نئے اور فضول گڑھے نہیں بنانے  
 چاہئیں +

بچوں کو گندگی سے نفرت دلانے کا ایک طریقہ

یہ بھی ہے کہ انہیں مکھیوں کی زندگی کی تاریخ بتائی جائے۔ کھانیوں کے ذریعہ انہیں بتایا جائے کہ پہلے وہ گندگی پر بیٹھتی ہیں۔ پھر بچوں کی آنکھوں اور انسان کی خوراک پر۔ مکھیوں سے ہیضہ۔

پھیش اور اسہال کی سی اندر ولی بیماریاں۔ جلد اور آنکھوں کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ مکھیاں ان تمام بیماریوں کی مسلمہ ایجنت ہیں۔ لیکن گھر مکھیوں میں مکھیاں پروش نہیں پاسکتیں۔ کیونکہ ان میں حرارت بہت ہوتی ہے۔ اگر ان گھر مکھیوں میں گوبہ اور گھر کے کوڑا کرکٹ کے ساتھ پانی بھی ڈالا جائے۔ تو اس قدر گرمی پیدا ہوتی ہے کہ مکھیاں ان پر انڈے نہیں دے سکتیں۔ دیکھا گیا ہے کہ جن مکھوں میں گھر ہے ہوں۔ اور ان کو صاف رکھا جائے۔ دپاں مکھیاں نہیں ہوتیں +

یہ گھر ہے چین والوں کی ایجاد ہیں۔ چینی اپنی کھیتی باڑی گھر مکھیوں کی مدد سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بد سوں سے تین چار فصلیں سالانہ کاشت کرنے کے باوجود بھی ان کی نہیں کمزور نہیں ہوئیں۔ جو چیز بھی کھاد میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس کو صائع نہیں کرتے۔ چنانچہ صد ہا سال سے وہ اس طریقہ پر چل رہے ہیں +

لبیریا کے لئے کوئی اور مختصر دائی نہایت ضروری چیزیں نہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ غریب ہیں

اس لئے وہ یہ اشیا خرید نہیں سکتے۔ لیکن اسی  
باعث سے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ان اشیاء  
کو ضرور خریدیں۔ اس لئے کہ اپک امیر آدمی  
تو بیماری کے اخراجات برداشت کر سکتا ہے۔  
ایک غریب آدمی کے لئے یہ نہایت مشکل ہے۔  
کیونکہ بیماری کے آیام میں وہ کچھ کہا نہیں سکتا  
محضہر دالی پر کچھ نہیں وہ لاگت نہیں آتی۔ عزیزوں  
کے پیچے اس قدر نیور پسند ہوئے میں کہ سارے  
کہے کے لئے محضہر دانیاں دیغیرہ خریدی جا سکتی  
ہیں۔ محضہروں کے تباہ کرنے کے لئے سکولوں  
کے پیچے اور سکاؤٹ ٹرپ پر بہت مفید ہیں۔  
وہ پانشوں پر صابوں مل کر انہیں گولوں میں  
جائیں۔ اور چیزیں کو پلانا جلانا شروع کر دیں۔ جب  
مجھر آڑیں۔ تو وہ پانشوں کو ہلاکیں۔ مجھر صابوں کی  
ڈیگ کے ساتھ چیک جائیں۔ اس کو کھیبل کا  
فریبیہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ یعنی بو لہڑگا یا پیڑوں  
سب سے زیادہ محضہروں کو پکڑے۔ یا مارے وہ  
چیخت جائی۔ لڑکے پانی کے جوہروں اور گھڑوں  
کا خیال رکھیں۔ اور جہاں جہاں پانی کھڑا ہو۔  
اُس کو مٹی سے بھر دیں۔ جہاں کہیں بھی پانی  
کھڑا رہے گا۔ وہاں مجھر ضرور پیدا ہوں گے۔ جن  
جوہروں میں مٹی نہیں ڈالی جا سکتی۔ اُن میں  
ٹیل ڈال دیں۔ کناروں پر کافی دیغیرہ نہ بہتے

میں ۔ کیونکہ ایسی جگہوں میں مجھر پہ درش پاتے ہیں ۔ ایسا کرنے سے لاروا (مجھڑوں کے بچے) کو کسی بوتل میں ڈال کر بچوں کو دیکھائیں ۔ اور جب تک بچے ان کو پہچان نہ سکیں ۔ اپنے پاس رکھیں ۔ پھر بوتل میں ایک یا دو قطعے مٹی کے تیل کے ڈال کر بتائیں ۔ کہ کتنی جلدی لاروا ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اس کے بعد مجھڑوں کو ہلاک کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ۔

چھپک ایک ایسی گندی بیماری ہے ۔ کہ کیا بوڑھا کیا بچہ سب کو ہلاک کرتی یا اندھا یا ید بنا دیتی ہے ۔ اور اس سے چھٹکارا بھی شکل نہیں پہلا ٹیکہ اگر پیدائش کے تھوڑے عرصہ بعد کرا لیا جائے ۔ اُس کے بعد دوسرا پانچ اور سات سال کی عمر میں ۔ اور تیسرا دس بارہ سال کی عمر میں کرا یا جائے ۔ تو اس موذی ہر ضم سے نجات مل سکتی ہے ۔ اس میں بھی سکول بہت مدد دے سکتے ہیں ۔ جن بچوں کے ٹیکہ نہ لگا ہو ۔ انہیں سکول میں آئئے گی اجازت نہ دیں ۔ مدرسہ گاؤں کے لئے روشنی کا مینار ہے ۔ اور ٹیکہ نہ لگوانا اندر حیرا ۔ ہم بچوں کو سکول سے نکالنا نہیں چاہیتا لیکن انساف چاہتا ہے کہ جب تک وہ ٹیکہ نہ لگوائیں ۔ ان کو الگ رکھا جائے ۔ کیونکہ ٹیکہ والے بچوں کو بغیر ٹیکہ کے بچوں کے ساتھ رکھانا ان

کو خطرہ میں ڈالنا ہے +

اس امر کے جاننے کے لئے کہ ٹیکہ مناسب طور پر لگایا گیا ہے - بہترین طریق یہ ہے - کہ سکول میں ٹیکہ کا رجسٹر رکھا جائے - اگر بچہ کے ٹیکہ کی تاریخ معلوم نہ ہو سکے - تو رجسٹر میں لکھ دیا جائے - کہ "نشان موجود" میں - پھر جب ٹیکہ لگوا�ا جائے - اس کی تاریخیں درج کر دی جائیں اگر کوئی بچہ سکول تبدیل کرے - تو ٹیکہ کا نوٹ بھی سڑپیکیٹ پر دیا جائے +

بیماریوں کو دور کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ گھروں میں روشنی اور ہوا کا کافی انتظام کر دیں - کیونکہ بیماریوں کو پھیلانے والے کیڑے اور جراثیم مثلاً مکھیاں - پستو - چوہ ہے - مجھ پر وغیرہ اندر چھیرے میں پروردش پاتے ہیں +

چاہتے کہ لکھتی کے چوکھتے میں جالی اور سلاخیں لگا کہ ایک روشنہ ان بندا کر نہونہ کے طور پر دکھایا جائے - تاکہ اس کو دیکھ کر تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں ویسے روشنہ ان لگوا لیں - اس پر کچھ خرچ نہیں آتا - صرف محنت درکار ہے - اس کے لئے ایک رہنمائی ضرورت ہے - ایک اچھا مدرس بغیر کسی مدد کے اعلیٰ رہنمائی سکتا ہے - مگر ایک بڑا مدرس مدد ملنے پر بھی رہنمائی نہیں کر سکتا ہے

پس ہر ایک گاؤں اور خصوصاً دیباتی مدرسہ کے لئے مندرجہ ذیل اشیا کا ہونا نہایت ضروری ہے۔  
 گڑھے۔ - ٹیکہ۔ - کونین۔ - مجھرناوی۔ - گندے پانی کا انتظام۔ - کھڑکیاں اور روشنداں +  
 یاں اکثر بیماریاں پانی کے ذریعہ بھی پھیلتی ہیں۔ - اگر ہر ایک گھر کا برتن کوئی میں ڈالا جائے تو بیماری ایک گھر سے دوسرے گھر میں آسانی سے جا سکتی ہے۔ - اس لئے چاہئے کہ کوئی کو ڈھانپ کر رکھا جائے۔ - اس میں صرف ایک برتن کے ڈالنے کا انتظام کیا جائے یا نل لگوایا جائے +  
 دیبات میں پھولوں کی سخت ضرورت ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بہترین تھخہ ہیں۔ - اکثر مدرسون میں پھولوں کا رواج عام ہو رہا ہے۔ - لیکن ہم ہر ایک گھر میں پھول دیکھنا چاہئے ہیں۔ - انگریز پھولوں کے عاشق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ملک میں کوئی جھونپڑی بھی ایسی نہیں۔ جہاں پھول نہ ہوں۔ اپنے بچوں میں کام کرنے کا مادہ پیدا کرنا چاہئے۔ انہیں مخرب سے کتنا چاہئے۔ کہ "میں نے یہ بچوں اُنگائے"۔ "میں نے روشنداں لگایا"۔ یا "میں نے یہ گڑھا تیار کیا" وغیرہ وغیرہ۔ گاؤں کی صفائی کا یہی بہترین طریقہ ہے +

جیسا کہ میں بارہا بتا چکا ہوں۔ - مدرسہ گاؤں کے لئے روشنی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ - مدرسہ کو ہر

کام میں ابتدا کرنی چاہئے ۔ وہ پہلے اپنی اصلاح  
کرے ۔ اُس کے بعد گاؤں کی ۔ اور پھر گپتوں  
و غیرہ کے ذریعے باہر بھی یہ روشنی پھیلاتے ۔  
تمام ملکوں میں مدرسوں کی تحریک قابل ہوتی ہے  
اس ملک میں ان کی تحریک دینے والے ان کے  
اپنے آدمی یعنی ڈسٹرکٹ بورڈ و کونسلوں کے ممبر  
ہیں ۔ اس لئے مجھے یقین ہے ۔ کہ اگر مدرس  
اپنی طرزِ زندگی اور کام سے یہ واضح کر دیں ۔ کہ  
وہ زیادہ تحریک کے مستحق ہیں ۔ تو کوئی وجہ نہیں  
کہ ان کا حق مارا جائے ۔ ۳۰ سالہ نسلوں کے  
خیالات اور رجحان کا دار مدار بچوں کی تعلیم پر ہے  
اور اس کا ذمہ وار مدرس ہے ۔

ہندوستان کے مدرسوں پر بہت سی ذمہ واریاں  
عامد ہیں ۔ انگلستان میں یہ کام عورتوں نے اپنے  
ذمہ لے رکھتے ہیں ۔ خصوصاً پادری اور ڈاکٹر کی  
بیوی اور اس کی لڑکیاں یہ کام کرتی ہیں ۔ لیکن  
ہندوستان کی بارگ مدرس کے پاکھ میں ہے ۔

---

# تہسرا باب

## سکولوں کے کھیل اور دیگر مشاغل

آج کل کھیل لڑکوں کی تعلیم اور تربیت کا نہایت ضروری حصہ تصور کئے جاتے ہیں ۔ دیہاتی مدارس میں جو کھیل کھلائے جاتے ہیں ۔ میں ان کے مختلف مقاصص پروشنی ڈالنا چاہتا ہوں ۔ پر امیری سکولوں کی تنظیم تو نہایت بُری ہے ۔ مگر مذہل سکولوں کی بھی بہت اچھی نہیں ہے ۔ تنظیم کی ہر جگہ ضرورت ہے ۔ جب کھیلوں کا وقت آتا ہے ۔ تو لڑکے آہستہ آہستہ چلنے ہیں ۔ مدرسوں کے سخت و سست کے بغیر لڑکوں کو کچھ کام کرنا آتا ہی نہیں ۔ جماعتیوں میں لڑکے بہت زیادہ ہوتے ہیں ۔ اور کھیل جماعت دار کھلائے جاتے ہیں ۔ کھیلوں میں چدت نہیں ہوتی ۔ اور جو کھیل کھلے جاتے ہیں ۔ وہ بھی غلط طریق پر ۔ کھیل اس قدر دلچسپ ہونے چاہئیں ۔ کہ ان کے کھیلنے کا لڑکوں میں خود

شوق پیدا ہو۔ ہر قسم کے کھیل کا خاص قواعد کے مطابق کیسلنے چاہئیں۔ ورنہ صحت و پابندی قواعد اور مل جمل کر کیسلنے کی روح پیدا نہیں ہوگی ۔

بہترین کھیل مجھے امرت سر کے ضلع میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے یکے بعد دیگرے بہت سے سکولوں کا معاشرہ کیا۔ ان میں ترتیبیم کا یہ حال تھا۔ کہ مدرس نے صرف سیٹی بجائی۔ اور لڑکے اپنی اپنی جگہوں پر موجود۔ دوسرا سیٹی پر گروپ اپنی جگہ تبدیل کرتے تھے۔ جہاں وہ کسی نئے کھیل میں شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ وقت کے اختتام پر ہر ایک لڑکا نصف درجن نئے کھیل کھیل لیتا تھا۔ کھیل کا فائدہ بھی جھی ہے۔ کہ مدرس حکم دیتے کے بجائے خود کھیل میں شریک ہو۔

کھیل بچوں کی عمر کے لحاظ سے کھلانے چاہئیں۔ پھر بچوں کو پھر بچوں نے پھر بچوں نے گرد ہوں میں تقسیم کر دیتا چاہئے۔ تاکہ ہر ایک بچہ کھیل میں حصہ لے سکے۔ پھر بچوں نے بچوں کو مدرس کی مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن بڑوں کو خود بخود قواعد کی پابندی سیکھنی چاہئے ہے۔

کھیل کے میدان کو مختلف حصوں میں تقسیم

کر کے لڑاکوں کے گروہ بنائے جائیں۔ ہر ایک گروہ کو ایک الگ کھیل سکھانا چاہئے۔ مثلاً دوڑنا۔ چلننا۔ اُپھٹانا۔ کونا۔ جلدی سوچنا۔ اور گیند وغیرہ سے کھیلنا۔ ممکن ہو۔ تو کھیل دو قسم کے ہوں۔ ایک بڑاں کے لئے۔ اور دوسرے چھوٹوں کے لئے۔ سبیٹی کی آواز پر ہر ایک لڑاکے کو یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اس کو پہلے کون سے کھیل میں شریک ہونا ہے۔ پانچ منٹ کے بعد سبیٹی کی آواز پر گروہ آپس میں جگہ تبدیل کر لیں ہے۔

ہر ایک کھیل کے نام لڑاکوں کو بتا دیئے چاہئیں۔ چند ہفتوں کے بعد ان کھیلوں کو تبدیل کر دیتا چاہئے۔ اونچی اور لمبی چھٹائیں لگاتار لگائیں چاہئیں۔ کیونکہ دماغ۔ جسم اور آنکھوں کو ایک ساتھ کام کرنے کے لئے یہ بہت مفید ہے۔ اگر ان کی مشق باقاعدہ کرائی جائے۔ تو اس کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے۔ ان کا ریکارڈ رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ پچوں میں مقابلہ کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ کہ پہے۔ ان کی بھیشہ یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں ہے۔

دیہاتی کھیل بھی بہت ضروری ہیں۔ مدرس کو چاہئے۔ کہ بڑے بچوں اور جو ان آدمیوں

کے لئے کھیلوں کا انتظام کرے۔ گاؤں کے  
اکثر جھگڑوں کی جرأت کا ہلی ہے۔ اور کھیل اس  
کا علاج ہیں۔ کھیلوں سے مولیشی کی پوری  
جرائم۔ اور شراری میں کم ہو جائیں گی۔ اور  
صحبت۔ تندروستی اور راحت میں اضافہ ہو گا۔  
اور وہ ان فضول خرچیوں سے بچ جائیں گے۔  
جو شیطان نے ان کے لئے دفعہ کر رکھی ہیں۔  
اور جس کے ذریعہ وہ ان کو غربت کے گراہے  
میں دھکیل دیتا ہے۔ سیالکوٹ کے صلع میں  
کبڑی کے قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ اور  
دیباتی کھیلوں کے کلب جاری کئے گئے ہیں۔  
جب لوگ کھیلوں وغیرہ میں منظم ہو جائیں۔  
تو ان کی تنظیم کو پر طبقہ کھنے کی طرف لا یا  
جا سکتا ہے۔ دیباتی ٹورنامنٹ بھی بہت مفید  
ہیں۔ کیونکہ دیبات سدھار کا کام بھی ان  
میں شامل کیا جا سکتا ہے پر  
گیرت۔

اگر آپ کو گانے سے دلچسپی نہیں۔ تو خدا کے  
لئے جب تک اچھا گوتیا نہ مل جائے۔ گیتوں  
کو شروع نہ کریں۔ کیونکہ بڑا گانا اکثر اُٹا  
اثر پیدا کرتا ہے پر  
اگر آپ گانا سکھائیں۔ تو ایک دو لڑکوں

کے سکھانے پر ہی قناعت نہ کریں - جتنے  
راکوں کو سکھا سکتے ہیں - سکھائیں +  
اگر آپ شاعر نہیں ہیں - تو شعر بنانے کی  
لکھیف نہ کریں - بلکہ اپنے ضلع کے انپکٹر  
صاحب مدارس سے گیت لے لیں - لمبے گیتوں  
اور خاصکر سکول کے معاشرہ کشیدہ کی تعریف  
یہیں لمبی لمبی تنظیمیں لکھنے سے پرہیز کریں -  
اچھے گیت جو سریبلی رسول یہیں گائے جائیں -  
حاصل کریں - اور مختلف طبیوں کو مختلف  
گیت گاتا سکھائیں ॥

بچے تماشہ کے شوقین ہوتے ہیں - پس ہر  
روز دیہاتیوں کے لئے کوئی نہ کوئی تماشہ  
کریں - تاکہ انہیں معلوم ہو جائے - کہ آپ کیا  
کر رہے ہیں - اور ان کے بچے سکول سے  
کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں - وہ تمہارے گیتوں  
کو شوق سے سُنیں گے - اور تمہارے کھیلوں  
اور ڈراموں کو دیکھیں گے - انہیں یہ بھی  
سکھا دو - کہ دراعت اور گھروں کو کس طرح  
ترقی دی جاسکتی ہے - گاؤں یا اردو گرد کے  
میلوں میں بچوں کو لے جا کر لوگوں پر واضح  
کرو - کہ آپ کے سکول یہیں کیا تعلیم دی جاتی  
ہے - اگر کوئی اشتہار یا نمونہ بنائیں - تو اس  
کا صحیح ہونا لازمی ہے ॥

سب سے ضروری یہ بات ہے - کہ جو نصیحت  
کریں - اس پر خود بھی عمل کریں - اگر آپ  
کے سکول میں کوئی گڑھا نہیں - یا بغیر طبقہ  
کے لڑکے آپ کے زیر سادیہ تعلیم حاصل کرتے  
ہیں - تو ان مضافین کے متعلق گہیت بنانے  
یا گانے سے کیا فائدہ ہے - جو کام آپ نہیں  
کر سکتے - اس کی تعلیم ہی نہ دیں - ورنہ آپ  
کی وقت بھی جانتی رہے گی ۔  
**باغبانی -**

(۱) بچوں کو گھر پر پھول پیدا کرنے کی تعلیم  
دی جائے - پس بہت سے بچوں وغیرہ  
کا شت کریں - اور بچوں کو گھر پر پونے  
کے لئے یہی اور پنیری لے جانے دیں ۔  
(۲) لڑکوں کو یہ معلوم ہو جائے - کہ  
(۳) یہ کئی قسم کے ہوتے ہیں - بعض  
اچھے اور بعض بُرے ہے ۔  
(۴) فحشوں کی کئی قسمیں ہیں - جن میں  
سے بعض زیادہ مفید ہیں - اور اس  
وقت پیکتی ہیں - جب لوگ زیادہ مصروف  
نہیں ہوتے ۔  
(۵) گھلی سڑی کھاد زیادہ مفید ہے ۔

(د) - کاشت کے بہت سے طریق ہیں ہیں پس صرف ایک قسم ہی ہر لبس نہ کریں - اور اچھی اور بُری کھاد کے ذریعہ کاشت کر کے ان کا فرق بھی واضح کر دیں - بنتر یہ ہے کہ ایک فاک بنا کر بچوں کو دکھائیں - اور ان سے رائے لے کر اس میں درستیاں کر کے ہر ایک جماعت کے کمرہ میں چسپاں کر دیں - اور اس بات کا خیال رکھیں - کہ ہر ایک لڑکے کو بچوں اور طریق کاشت سے پوری واقفیت ہے - اپنے باغیچہ کو دلچسپ بنانے کی کوشش کریں - اور بچوں کے اُنگٹے پر بگاہ رکھیں - اور جماعت کو بتاتے جائیں ہیں ہیں

زیادہ دلچسپ بنانے کے لئے صرف ان لڑکوں کو سکھائیں - جو شوق رکھتے ہوں ہیں

### زیورا -

ہر ممکن طریقہ سے بچوں میں سونے چاندی کے زیورات پہننے سے نفرت پیدا کریں - اور ان کو واضح کر دیں - کہ زیور پہنانا لڑکوں کا کام ہے - اس سے بہت جلد نفرت پیدا ہوگی - ان کے والدین کو بھی سمجھائیں ہیں ہیں

### حساب -

حساب کے ذریعہ واضح کریں - کہ زیورات سے

کتنا روپیہ فضول صرف ہوتا ہے۔ اس طرح حساب کے ذریعہ سے بتائیں کہ سکولوں اور ہسپتالوں کے مقابلہ میں سود در سود - مقدمہ ہازی اور رسم ورواج کس قدر خطرناک ہیں۔ اچھی گائے رکھنے کی تزغیب دلاتے کے لئے ایسے سوالات بنائیں۔ جن سے واضح ہو کہ تھوڑا دودھ دینے والی گائے پر وہی خرچ آتا ہے۔ جو اچھی گائے کے رکھنے پر۔ اور زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لئے ایک سیر کے حساب سے کیا لاگت آتی ہے۔ اس طرح دس گائیں ایک ایک سیر دودھ دینے والی گایوں پر دودھ کے لئے وہی خرچ آئیگا۔ جو ایسی ایک گائے پر جو دس سیر دودھ دیتی ہے۔ مگر ان کو زندہ رکھنے کے لئے اچھی گائے کی نسبت دس گھٹا زیادہ خرچ کرنا پڑا گا۔ اور اپنے اس باقی کو عملی جامہ پہنائیں ہے۔

### مطالعہ قدرت

پرندوں کی عادات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان پرندوں کی فہرست تیار کریں۔ جو زیندار کے دوست ہیں۔ اور ان کی بھی۔ جو دشمن ہیں۔ کتابوں ہی پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ پھوں کے شوق کو تیز کریں۔ جب آپ یہریا کا سبق دیں۔ فن لاروا کو پکڑیں۔ اور اندھے دینے تک متواتر

مشاءہ کریں۔ جب آپ کوئی کیردا یا سوندھی پکڑیں تو اس کو اپنے پاس رکھ کر خوراک دیں۔ اور دیکھیں کہ وہ کس قسم کا پتھر گا یا تیتری بن جاتی ہے ہ

## اپنی مدد آپ

میں نے دیکھا ہے۔ کہ بعض سکولوں میں قیمتی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ اور والی بال کے لئے جال بازار سے خریدا جاتا ہے۔ کیوں پچوں کو ایسا جال خود بنانا نہ سکھا یا جائے۔ سکول کے اندر کھیلنے کے لئے چاقو۔ لکڑا۔ ٹنگتے۔ کاغذ۔ گوند اور رنگ دار پنسیل سے تم وہ سب کھیل کا سامان تیار کر سکتے ہو۔ جو سکول کے اندر کھیلے جا سکتے ہیں۔ ان کا بنانا بھی کھیلنے سے کم دلچسپ نہیں ہوتا۔ پچوں میں اخڑا۔ اور دستکاری کا مادہ پیدا کریں۔ ایک سکول میں فٹ بال اس لئے نہیں کھیلا جاتا کہ پچوں کو کھیلوں کے خاتمه پر گول کے بالنس میدان میں چھوڑ لے۔ کس اجازت نہیں۔ کتنی بیووہ بات ہے۔ میں کرتا ہوں۔ ہر روز بالنس میدان سے اٹھا لاؤ۔ مگر یہ نہ کرو۔ کہ ہم فٹ بال نہیں کھیل سکتے۔

## معائشہ کندہ گان

اگر کوئی معائشہ کندہ سکول میں آنے والا ہو۔

تو اپنے لڑکوں کو بیکار نہ بٹھاۓ رکھو نہ سردی اور  
 دھوپ کا شکار بناؤ۔ کھیل کھلائیں ۔ گیتوں کی  
 مشق کرائیں یا تعلیم دیتے رہیں ۔ مگر انہیں بیکار  
 نہ پیٹھنے دیں ۔ اگر معاشرہ کنڈہ نظر آ جائے ۔ اور  
 آپ کے پروگرام میں ابتدا گانے سے ہو ۔ تو گانا  
 شروع کرادیں ۔ اگر ابتدا کھیل سے ہو ۔ تو وہ  
 شروع کرائیں ۔ ممکن ہے ۔ کہ آنے والے کو کام  
 زیادہ ہو ۔ اور اس کو دوسرا کام بھی کرنا ہو ۔  
 اور اس کو دروازہ پر ہی کھڑا کم کے تین لڑکوں  
 سے ایک لمبا استقبالیہ گیت ہی نہ شروع کرادیں ۔  
 وہ سارے لڑکے دیکھو صنا چاہتا ہو گا ۔ اس نے  
 چاہئے ۔ کہ اس کو تمام لڑکوں میں لے جا کر اپنا  
 پروگرام شروع کریں ۔

---

# پڑھنا باب سکاؤٹنگ

اگر تم ایک کامیاب سکاؤٹ ٹرپ جاری کرہ نا  
چاہئے ہو۔ تو مندرجہ ذیل نصیحتوں پر عمل کرو:-  
۱۔ خود سکاؤٹ ماسٹری کی تعلیم حاصل کرو۔  
یا، ایسے سکاؤٹ ماسٹر کی خدمات حاصل کرو  
جس نے اس نصیاب کو پورا کیا ہو۔ بہتر  
ہوگا۔ کہ اس کے پاس سکاؤٹ ماسٹری کا  
دارنٹ ہو۔ اس دارنٹ کو فرم کر وا لینا  
چاہئے۔ تاکہ بیردنی اصحاب کی تسلی ہو۔  
۲۔ پنجاب کی ایسوی ایشن کے ساتھ ربط د  
ھبھیط فائم کرو۔ ان سے پدایات حاصل کرو  
اور اپنے ٹرپ کو ان کے پاس رجسٹر کراؤ  
یاد رکھو کہ لوائے سکاؤٹ کی سحریک چھوپیں  
کی سب سے بڑی سحریک ہے۔ جب تم  
پنجاب لوائے سکاؤٹ ایسوی ایشن سے  
ملحق ہو جاؤ گے۔ تو اس عالم گیر سحریک کو  
پشت پر پاؤ گے۔ جب تک تم اس کے ساتھ

وابستہ نہ ہو جاؤ گے۔ تمہارا اس کے ساتھ کوئی سکاؤ نہ ہوگا۔ اور نہ ہی تمہاری ہستی تسلیم کی جائے گی ۔۔

۴- ایک ٹپ رجسٹر حاصل کرو۔ اور اُس سے باقاعدہ رکھنے کی کوشش کرو۔ ہر ایک سکاؤٹ کے لئے ایک درق وقف ہونا چاہئے۔ اس میں لٹکے کے متعلق تمام معلومات جمع کرو۔ یہ رجسٹر اجنبیوں پر تمہارے ٹپ کی رفتار ترقی ظاہر کرے گا۔ اور تمہیں تربیت دینے میں مدد ہوگا ۔۔

۵- پڑی عمر کے طلباء کو ٹپ میں شامل نہ کرو کیونکہ وہ سکاؤٹنگ کے فوائد حاصل کرنے بغیر ہی سکول چھوڑ دیں گے۔ اور تمہاری محنت راثگاں جائے گی۔ بارہ سال کے قریب فریب کے لڑکوں کو شامل کرو گے۔ تو وہ عرصہ تک تمہارے ٹپ میں رہیں گے اور آخر کار شنڈر فٹ کے طلباء کو تربیت دینے میں تمہاری مدد کریں گے۔ اور جب سکول کو خیر باد کہیں گے۔ تو پہنچ سکاؤٹ ہونگے ۔۔

۶- بیس یا تیس لڑکوں سے کام شروع کرنا بیو د ہوگا۔ اس کی بجائے ۳ ٹھی یا دس لڑکوں کو تربیت دینی شروع کرو۔ اور جب وہ ٹھنڈے فٹ کے امتحانات پاس کر کے حلف کا مرحلہ

ٹے کر لیں تو اپنے پرڈل لیڈر اور نائب مفرد  
کرد - اور اس طرح ایک پورے طب پ کو  
رجسٹر کراؤ ۔

۶ - دردی کے متعلق زیادہ تشویش نہیں ہوئی  
چاہئے - اعلاء سکاؤٹ دردی کے بینز رسی  
پہچانے جا سکتے ہیں - لیکن پُرے سکاؤٹ  
دردی کے لئے بھی پاعث ننگ ثابت ہوتے  
ہیں - برعکس چب تک اپنے امتحانات میں  
کامیابی حاصل کر کے حافظ کے لئے تیار نہ  
ہو جائیں - اُنہیں کبھی دردی پہنچنے کی اجازت  
نہ دیجی چاہئے - دردی وہ چیز ہے - جس کا  
زیادہ خیال کیا جاتا ہے - حالانکہ سب سے  
بعد میں اس کا خیال کرنا چاہئے ۔

۷ - کھیل - تماشہ اور ڈنڈوں سے محاب بناتے  
میں دلچسپی یعنی کی بجائے مفید کام کرنے  
چاہئیں ۔

۸ - جو لوگوں کے قسم سے باندھنے کی گرد بھی ٹنڈر  
ونٹ کے امتحانات میں شامل کر لینی چاہئے -  
کیونکہ بہت بھی تھوڑے سکاؤٹ ہیں - جو نتے  
صیحہ باندھنا جانتے ہیں - اس کی پڑی وجہ یہ  
ہے - کہ ان کی مایوس نہ تو کبھی کسی سکول  
میں تعلیم کے لئے گئیں اور نہ ہی وہ اپنے  
بچوں کو ایسے کام سکھی سکیں - تجیر - یہ

اور بات ہے ) ۔

۹۔ جریا بول کی پروا نہ کرو ۔ بلکہ جب تک لڑکے  
اُنہیں مرمت کرنا نہ سیکھ لیں ۔ کبھی جرامیں  
نہ پہنچیں ۔ کیونکہ سوراخ دار جرابیں تمام  
ٹپ کو پد تہیب بنا دیتی ہیں ۔

۱۰۔ بحدا پن کو ٹپ کے نزدیک بھی نہ آنے  
دو ۔ کپڑے خواہ کسی قسم کے ہوں ۔ مگر صاف  
ہوں ۔ اور صحیح طریق سے پہنچے جائیں ۔ بُش  
تمام بند اور پیٹی درست ہونی چاہئے ۔ اکثر  
مہر تپہ یہیں نے ایسے ٹپ دیکھے ہیں ۔ جو  
گھنٹوں میرے انتظار ہیں کھڑے رہتے ہیں  
لیکن جب یہیں ان کا معاشرہ کرنا ہوں ۔ تو  
بُش کھلے ہوتے ہیں ۔ لئے غلط بندھے ہوتے  
ہیں ۔ اور پیٹیاں اُلٹی ہوتی ہیں ۔ اور ان سے  
بحدا پن لیکتا ہے ۔ چاہئے کہ جب تمہارا ٹپ  
پر لید ہیں آئئے ۔ تو معاشرہ کرنے والے کے  
آنے یا کام شروع کرنے سے پہلے خود ان  
کا معاشرہ کر کے تمام غلطیاں درست کرو ۔  
خیال رکھو کہ تمہارے سکاؤٹ وعدہ اور  
قاون کو یاد رکھیں ۔ ان کا مطلب سمجھیں ۔  
گئے ہوں اور دوسری یا توں کو بھولتے نہ  
پائیں ۔

۱۱۔ بیجوں کے کام پر زور دو ۔ کیونکہ آجکل

اس کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ سکاؤٹنگ ایک کھیل ہے۔ دوسرے کھیلوں کی ماںند اس کے بھی قوانین ہیں۔ اور قانون سے ماتحت کھیلنے والے کھیل ہی سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ سکاؤٹنگ کے کھیل میں ایک یہ قانون ہے۔ کہ لڑکوں کو یبح حاصل کرنے کی تر عجیب دی جائے۔ ہر ایک دستکاری اور علم کے متعلق نیچ ہوتے ہیں۔ یہ کام بہت دلچسپ ہے۔ اور لڑکے اس کو بہت پسند کریں گے۔ اگر تم کسی سکاؤٹ یا پرول کو کسی خاص یبح کے حاصل کرنے کے لئے راغب کرو گے۔ تو وہ تمہاری زیادہ قدر کریں گا اور سکاؤٹنگ میں زیادہ دلچسپی لے گا۔ تمام مظاہر پر نظر دوڑاؤ۔ اور ایسا رمضان تلاش کرو۔ جسے لڑکے بھی پسند کریں۔ اور اُس کی تعلیم دینے والے بھی بیتھ آ جائیں۔ ایک ایسے ناک میں جہاں سانپ اور بچھتو کی افراط ہو۔ لا سہی اور کلامڑی دن رات چلتی ہو۔ جس کے دیہات اتنے گندے ہوں کہ ناک بیماریاں پیدا کریں۔ وہاں ایکبو لیتیں اور ہیماری میں کا یعنی زیادہ ہوزوں ہو گا۔ کسی نہ دیکھی ڈاکٹر سے واقعیت پیدا کرو۔ اور لڑکوں کو اس کے پاس لے جا کر ان انہوں

چیزوں کے متعلق تعلیم دلاؤ۔ تاکہ تمہارے سکاؤٹ حادثہ یا بیماری کے وقت دیہات اور ملک کی خدمت کر سکیں ۔

- ۱۴) سکاؤٹوں کو اتفاق اور کفایت شعراً کی تعلیم دو۔  
 ۱۵) ایسے بچوں کو ٹرپ میں داخل ہی نہ کرو۔ جنہوں نے بار بار مجیکہ نہ کہا یا ہو۔ بلکہ مجیکہ کو داخل ہونے کی شرط مقرر کرو۔ اور مٹکے کے مجیکہ کرانے کی تاریخ درج رجسٹر کرو۔  
 ۱۶) بائیوں جیسی اشیا سکاؤٹ وردی کے ساتھ پہنچنا منوع ہے۔ کیونکہ ان سے نواں قانون ٹوٹتا ہے۔  
 ۱۷) تمہارے ٹرپ یا پڑوں کے پیش نظر تین مدعی ہونے چاہئیں ۔

(۱) کھیل۔ ایک یا دو کھیلوں میں قابلیت حاصل کرو۔ تاکہ ایدد گرد کے تمام کے تمام سکولوں سے بازی لے جاؤ۔ (ب) بیچ۔ پڑوں یا ٹرپ کے لئے چن۔ بیچ مخصوص کر کے تن دہی سے انہیں حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ ۔

(ج) خدمت۔ مختلف کام بانٹو۔ مثلاً ایک پڑوں کو گڑھوں۔ ووسرے کو مجیکہ۔ اور تیسرے کو مکان کی روشنی اور چوکتے کو پرچار اور گیتوں وغیرہ کا ذمہ وار بنا دو۔ روشنی والا پڑوں اس طرح کام کر

سکتا ہے۔ کہ ایک ۳۳۳ دلار فٹ روشنداں  
تیار کر کے اس میں جالی لگادے اور کسی  
تاریک مکان کے مالک کو اس روشنداں  
کو چھت کے قریب نصب کرنے پر راغب  
کرے۔ پھر ایک اور تیار کر کے کسی دوسرے  
مکان میں لگوادے ہے۔

۱۴۔ ہر ایک سام کے لئے وقت ہوتا ہے۔ صفائی تو  
ہر وقت کی جا سکتی ہے۔ مگر ٹیکہ کا پرچار جو لائی  
اور کوشین کا دسپر میں کہنا بے سود ہے۔ ۸ الف  
گندم کا بیج کاشت کرنے کے ایام میں حاصل  
کہنا چاہئے۔ اور ٹیکہ اس کے موسم میں۔ پھر  
برسات میں پیدا ہوتے ہیں ہے۔

اچھے بیج کی ترغیب اس طرح دی جا سکتی ہے  
کہ پچھے اپنے والدین سے کھیتوں میں ایسے بیج  
کاشت کرائیں۔ اور کٹائی کے موسم میں اچھے  
پودوں یا بالوں وغیرہ کا سکول میں مقابلہ کیا  
جائے۔ بہترین اشیا کو سکول میں دیواروں پر  
چسباں کر دیا جائے۔ اور ان سے اعلاء ملنے تک  
وہیں رہنے دیا جائے ہے۔

۱۵۔ سستی اور کاہی ہم سب پر چھانی ہوتی ہے۔  
ہم اکثر یہ کہتے ہیں کہ سب بھیک ہے، ووکیوں  
تکلیف اٹھانی جائے، یہ ہمیں کون دیکھ رہا ہے،  
وغیرہ وغیرہ۔ اس کا علاج سکاؤٹنگ ہے۔ وہ بھی

اگر صحیح پیانا پر کی جائے۔ اپنے کام گھبیل اور  
ٹپ کے کام میں ہمیں فخر کرنا چاہئے۔ ٹپ  
کو کاہل اور سست بنا دینے سے سکاؤٹ آپ  
کی تعریف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے ساتھ آپ  
سکاؤٹ سخراپ کو خراب کر رہے ہیں ۔ ۱۶  
۱۶۔ سکاؤٹنگ کو روزانہ زندگی میں عملی جامہ پہنانا ہے۔  
تمام سکاؤٹ گرہ لگانا جانتے ہیں۔ لیکن کہتے  
ہیں۔ جو جوڑیں کے نئے صحیح طور پر باندھ سکتے  
ہیں۔ تمام سکاؤٹ پچھر مارنے پر مصتر ہیں۔  
لیکن کتنے پچھروں سے واقع ہیں۔ کہتے  
سکاؤٹ کو نہیں اور پچھر دانی کو استعمال کرتے  
ہیں۔ کہتے اپنے کھینتوں میں ۸۔ الٹ یعنی گندم  
بوتے ہیں۔ سکاؤٹ نیکی کا کام کہنا چاہئے ہیں  
لیکن کلنے روزانہ نیکی کا کام کرتے ہیں۔ آپ کو  
چاہئے۔ کہ اگر کوئی نیکی کا کام نہ لے تو گاہوں  
کو صاف کہنا شروع کر دیں ۔ ۱۷  
۱۷۔ یاد رہے کہ سکاؤٹنگ ایک کھبیل ہے۔ اس میں  
کھبیل کو دبھی ہو اور یعنی اور سدھا۔ کام بھی  
سکاؤٹ ٹپ کو اپنی ترقی کے لئے استعمال نہ  
کرو۔ اس کا سکاؤٹنگ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔  
تم صرف ان فرائیں کو ادا کرو۔ جو تمہارے دیہات  
اور بیکوں کی طرف سے تم پر عائد ہیں۔ اور باقی  
خود بخود بھیک ہو جائے گا ۔

# پاپکووال باب

## تعلیم نسوان

پنگھوڑے کو ہلانے والا ہاتھ دنیا پر حکومت  
کرتا ہے

لڑکیوں کی تعلیم ایک مشکل مسئلہ ہے -  
یعنی اس کی اہمیت بچھے مجبور کرتی ہے -  
کہ اس کو نظر انداز نہ کیا جائے - میرا ہی نہیں  
یونکہ ان لوگوں کا بھی جنہوں نے ہندوستان یا  
دوسرے ممالک یہی دیہات سدھار کا مطالعہ کیا  
ہے - خیال ہے - کہ لڑکیوں کی تعلیم ہی دیہات  
سدھار کا آغاز اور انجام ہے - اس کے بغیر  
ہماری نام کوششیں فضول ہیں - ملک کا مرکز  
گھر ہے - اور گھر کا مرکز عورت - پس تزیب  
کی ترقی عورت کی ترقی ہے \*

دیہاتی زندگی یعنی کنبہ کے کھانے - پختے -  
آرام و آسائش اور آمدنی کے بچت کے ہی کی

ذمہ دار عورت ہے۔ اس لئے غریب گھروں میں ایسی بے علم عورتوں کو گوارا نہیں کیا جا سکتا جو فضول خرچی سے کام لیں۔ محنت کے کام کرنے والے لوگوں کے گھروں میں ان پڑھ عورتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ورنہ ان کی صحت خطرہ میں رہے گی ۔

عورت بچوں کی پرورش۔ تربیت اور ان کی ابتدائی تعلیم کی بھی ذمہ دار ہے۔ جس طریق پر مائیں بچوں کی پرورش کریں گی اسی طرح کا ملک ہوگا۔ ملک کی ترقی کی رفتار دہی ہے۔ جو عورت کی ترقی کی رفتار ہے ۔

اس ملک کے بچوں کی تربیت میں ایک بڑا نقص یہ ہے۔ کہ ان کے چال چلن کی تربیت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی اپنے اوپر قابو نہ رکھتا۔ اور دوسروں کا خیال نہ کرنا۔ ہمارے بہت سے جرائم کا باعث ہے اور انہیں ناقص کی وجہ سے مقدمہ بازی قتل۔ اغوا کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہے کاری اور فضول خرچی کی وجہ سے ہم غریب ہیں۔ اور کوئی بھی ہم پر یقین نہیں رکھتا ہمارے بچوں کے چال چلن کو سدھا رئے والا کوئی بہترین شخص ہے۔ ان کی مائیں۔ جن

کے زیر سایہ وہ دن رات رہنے ہیں ۔ یا انہیں  
جب خود آن پڑھ ہیں ۔ تو بچوں کی تربیت  
کیسے کر سکتی ہیں ۔

درس کے لئے سب سے مشکل اتنے جماعت  
ہے ۔ کیونکہ لڑکے ایسے گھروں سے آتے ہیں  
جہاں مائیں آن پڑھ ہیں ۔ جب مائیں تعلیم یافتہ  
ہوں گی ۔ تو وہ چست ۔ صاف و سفہرے ۔ مطیع  
اور فرمانبردار بچے سلوں میں بھیجیں گی ۔ اور  
درس ہا کام آسان ہو جائے گا ۔

لڑکیوں کو بچوں کی نگداشت کی تعلیم دے  
کر ہم قانون قدرت پر چل رہے ہیں ۔ کیونکہ  
ہر ایک ماں کی خواہ وہ انسان ہو ۔ یا حیوان۔  
یہ خواہش ہوتی ہے ۔ کہ اپنے بچے کے لئے یتربی  
کوشش کرے ۔ دیکھیجئے ۔ کس طرح ایک خواندہ  
ماں اپنے بچے کے چال چلن کو یمناتی ہے ۔

وہ روز اول ہی سے مقررہ اوقات پر خوراک  
دینے سے بچے کو تربیت دینا شروع کر دیتی  
ہے ۔ چند ہو کے بعد وہ بچے میں باقاعدہ وقته  
کے بعد رفاقت کی عادت ڈالتی ہے اور  
ابھی وہ تین سال ہی کا ہوتا ہے ۔ کہ ہر کام  
میں شکریہ ادا کرنے لگتا ہے ۔ کچھ عرصہ  
کے بعد وہ ماف رہنا سیکھ لیتا ہے ۔ اور  
سچ بولنا ۔ اپنے چھوٹے بھائیوں کے

کے ساتھ مہربانی کو اپنی عادت بنا لیتا ہے۔  
چنانچہ اس عرصہ میں بچہ فرمانبرداری سیکھ لیتا  
ہے۔ اور آخر کار سوسائٹی کا ایک شائستہ رکن  
بن جاتا ہے۔ فصلات اور دیہات کی گندگی  
تب ہی دور ہوگی۔ جب تربیت یافتہ ماں میں  
اپنے بچوں میں صاف اور سقرا رہنے کی  
عادت ڈال دیں گے۔

جب تک لڑکیوں میں تعلیم کا رواج نہ ہوگا  
اس وقت تک دیہاتی بیٹھی ڈاکٹر۔ یا تربیت  
شده دامیاں اور عورتوں کی تکالیفوں کی مددگار  
کا مدنہ میال ہے۔

آؤ۔ اپ ڈرا لڑکی کے نقطہ خیال سے  
بھی معاملات پر نگاہ ڈالیں۔ ایک خواندہ لڑکی  
گمراہ نہیں کہ جا سکتی پس وہ تقدمہ بازی اور  
لڑائی جھنگڑے کا مرکز بھی نہیں بن سکتی۔  
تعلیم عورتوں کو مستحکم بنا دیتی ہے۔ اور  
وہ اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کرنے لگ جاتی  
ہیں۔ اور ان کو وہ مشکلات بھی پیش نہیں  
آتیں۔ جو موجودہ حالات میں آتی ہیں۔

اچھا۔ جب یہ تعلیم ہے۔ کہ لڑکیوں کو  
تعلیم دینی چاہئے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے  
کہ ہمارے بچھے ہوئے دیہات میں ان کی  
تعلیم کا کیا انتظام ہو سکتا ہے۔ دنیا کا

کوئی ملک بھی ایک گاؤں میں دو سکولوں کا  
انتظام نہیں کر سکتا۔ جہاں کہیں بھی میں چاتا  
ہوں۔ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ معاملہ اراضی کو  
کم کیا جائے۔ اور دوسرا سکول کھولا جائے۔  
اگر آپ دو سکول چاہتے ہیں۔ تو ٹیکس بھی  
ڈگنا دینا چاہئے۔ یہ نا انصافی ہے۔ کہ کسی  
گاؤں میں دو سکول بنائے جائیں۔ اور کسی  
میں ایک بھی نہ ہو۔

اگر بفرض محال دیہات میں لڑکیوں کے مدارس  
بھی کھو لے جائیں۔ تو اُستانیوں کا کیا انتظام  
ہوگا۔ ہمارے پاس اُستانیاں اتنی کم ہیں۔ کہ  
پچیس سال میں بھی کسی پوری نہیں ہو سکتی۔  
شہردار کی لڑکیاں گاؤں کے سکولوں میں جانا  
پسند نہیں کرتیں۔ اور دیہاتی لڑکیاں جب  
یہاں خود کسی سکول میں تعلیم حاصل نہ کر لیں  
پڑھا نہیں سکتیں۔ اور دیہاتی لڑکیوں کے  
سکولوں کا معاملہ بہت مشکل ہے۔ اسی وجہ  
سے ان کا معیار لڑکوں کی نسبت بہت نیچے  
ہے۔ اگرچہ تربیت یافتہ اور مستند اُستانیوں کا  
ملتا محال ہے۔ تاہم تھوڑا بہت لکھی پڑھی  
خصوصاً مدرس کی رشتہ دار عورتیں ایسی مل  
سکتی ہیں۔ جو لڑکیوں کو گھر کے کام کا حج  
میں بخوبی واقف کر دیں۔ اور چند ماہ کے

نصاب کے بعد وہ اس قابل ہو سکتی ہیں۔ کہ لڑکیوں کو سینا پر دنا۔ بننا۔ صحت اور تند رستی اور بچوں کی پروش کے متعلق واقفیت بھم پہنچا سکیں۔ پس ہمیں مجبوراً اس تیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے۔ کہ لڑکیوں میں تعلیم کے روایج کا صرف ایک ہی مسکن طریق ہے۔ جو دنیا کے تمام ممالک اور اس ملک کے بعض حصوں میں بھی راجح ہے۔ یعنی لڑکیاں اپنے بھائیوں کے ساتھ دیہاتی پرائمری سکول میں جا کر مدرس سے کتابی اور اس کی بیدی یا کسی اور رشتہ دار عورت سے امور خانہ داری کی واقفیت حاصل کریں۔ جب وہ پرائمری پاس کر لیں۔ تو لڑکیاں لڑکیوں کے مڈل میں اور لڑکے اپنے مڈل میں جو خواہ کسی دوسرے گاؤں میں ہو۔ جا کر تعلیم مکمل کریں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ ان مشترکہ مدرسوں کو لڑکیوں کا سکول کہیں۔ اور جب لڑکے پرائمری پاس کر لیں۔ تو لڑکے مردانہ مڈل سکول میں چلے جائیں۔ اور لڑکیاں وہیں رہ کر مڈل کی تعلیم حاصل کریں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ لڑکے اور لڑکیاں اپنے ابتدائی اسباق اسکھٹے حاصل کریں۔ میں یہ ماننے کو تیار نہیں۔ کہ دیہات میں عزت کا معیار اس قدر پست ہے۔ کہ اس قسم کی سکیم

پر خوش اسلوبی سے عمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میں خوش ہوں کہ بعض اضلاع میں اس طبق پر عمل ہونا شروع ہو گیا ہے ۶

اگر ضرورت کا شدت کے ساتھ اخمار ہو۔ تو ہر ایک صنیع میں مدرسون کی عورتوں کو امور خانہ داری سکھانے کے لئے سکول فائم کئے جا سکتے ہیں۔ یہ تعلیم پافٹ عورتیں ہماری ان پڑھ عورتوں میں روشنی کا کام دیں۔ اور جوان عورتوں کے لئے تعلیم کا انتظام بھی کریں۔ جہاں انہیں کپڑے سینے اور مرمت اور اسی طرح دوسری باتوں سے واقفیت بھم پہنچائیں۔ اس طرح عورتوں کے مدرسون کی بنیادیں رکھی جائیں۔ جو ہمارے دیہات سرحدار کے کام میں بہت مفید ثابت ہوں گی ۷

ان مشترکہ برائمری سکولوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا۔ کہ ابتدائی مشترکہ جماعتیں عورتوں کے پرد ہوں گی۔ اور مدرس اپنے دوسرے فرائض بھی سرانجام دے سکیں۔ عورتیں قدرتی طور پر بھی چھوٹے بچوں کی معلمہ ہوتی ہیں۔ اور وہ جس قدر جلد اس کام کو دیہات میں اپنے ذمے لے سکیں۔ اتنا ہی چھوٹے بچوں کے لئے اور نیز اس ادوب اور نوجوان لڑکوں کے لئے بہتر ہو گا۔ جن کی طرف موجودہ حالت میں استاد اچھی طرح توجہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اُن کو چھوٹے بچوں کے لئے بھی وقت دینا پڑتا ہے۔ لڑکوں کی تعلیم پچاس سال سے جاری ہے۔ نب بھی

دیبات دبیسے کے ویسے ہی ہیں۔ میرے خیال یہ زیادہ گندے ہیں۔ اور ان کی اخلاقی حالت بھی یقیناً پہلے کی نسبت پخت ہے۔ اس نئے جو کام مرد نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں عورتیں بخوبی کر سکتی ہیں۔ جب میں کسی سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ "تمہارے بچے نے نیکہ کیوں پہن رکھے ہیں" یا تمہارے لڑکے نے ٹپکہ کیوں نہیں کرایا۔ تو یہی جواب پاتا ہوں۔ کہ "میری بیوی نے بجبور کیا تھا"۔ اس نئے ضروری ہے۔ کہ اپنی عورتوں کو لھر کا کام چلانے اور پروردش بچگان کی تعلیم حاصل کرنے کا موقفہ دیا جائے پھر آپ ویکھیں کہ دیبات کتنی جلدی سدھر جانتے ہیں ۴۔

تہذیب کے ان چار میناروں یعنی صفائی۔ عورت کا درجہ۔ کام میں عقل کا استعمال اور وقت اور دولت کا پچانا کے نقطہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ گذشتہ ستائیں سال کے دوسان میں جب سے کہ میں پنجاب کے دیبات میں آتا جاتا رہا ہوں۔ کوئی نرمنا نہیں ہوئی۔ مجھے اور ہر شخص کو جس نے اس امر کا مطالعہ کیا ہے۔ یقین ہے کہ ہماری نرمنی کی سست رفتاری کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم عورتوں کو تعلیم نہیں دے سکے۔ پس اب ہمیں مزید تو قلت کے بغیر اس نقص کو دور کر دینا چاہئے ۵۔

باہتمام لالہ موقی رام میخیر مفید عام پریس واقع چیلڈر جی روڈ لاہور میں جپی اور رائے صاحب لالسویں لعل مینچنگ پروپریٹر ایڈ صاحب نشی قلعہ بنکھ اینڈ سنسن لایو نے شناخت کی

